شبِ براءت کی فضیلت
اور رحمتِ الٰہی سے محروم افراد

اَلحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالِمِین وَالصَلوۃُ والسَلامُ عَلیٰ سَیدِالاَنبِیاءِوالمُرسلین مُحمد و آلہ وَصحبہ اَجمَعِین

اَمّابعد۔فقدقال اللہ تعالیٰ فی کلامہ المجید،اعوذباللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم

،وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ(غافر 60 :)

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ ﷺ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا یَوْمَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرُلَہٗ اِلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقُہٗ اَلَا مُبْتَلیً فَاُعَافِیْہِ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ ۔ (رواہ ابن ماجہ)

اللہ تعالی نے اس امت کو معاف کرنے اور عطا کرنے کے مختلف مواقع دیئے ہیں ,جس میں بندہ اللہ تعالی کے حضور معافی مانگے تو اللہ تعالی اس کے ساتھ رحم کا معاملہ فرمائیں گا۔ چناں چہ شب برات ان ہی عظیم مواقع میں سے ہے جس میں اللہ تعالی کی خصوصی رحمتیں متوجہ ہوتی ہیں اور عفوو درگزر کا معاملہ کیا جاتا ہے ۔شب برأت کے بارے میں امت میں افراط وتفریط کا شکار ہے، کچھ لوگ سرے سے اس کی عظمت اور اہمیت ہی کا انکار کردیتے ہیں اور کچھ لوگ اس میں بہت سے خلافِ شریعت امور کو بھی انجام دینا ضروری سمجھتے ہیں، ان دونوں کے درمیان راہِ اعتدال یہ ہے کہ جو فضیلت اس کی بیان کی گئی اس کو تسلیم کیا جائے اور جتنی وارد ہوئی ہے اسی قدر مانی جائے، اپنی جانب سے کمی بیشی کئے بغیر۔شب برات سے متعلق بہت ساری حدیثوں کے پیشِ نظر علماء ومحدثین نے اس کی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور اس رات کی خصوصی حیثیت کو تسلیم کیا ہے ۔ چناں چہ علامہ مناوی ؒ نے حضرت ابن تیمیہ ؒ کا قول نقل فرمایا کہ :قال احمد ابن تیمیۃ لیلۃ نصف شعبان روی فی فضلھا من الاخبار و الاثار مایقتضی لھا مفضلۃ ومن السلف من خصھا بالصلاۃ ۔(فتح القدیر 2: / 317بیروت)یعنی نصف شعبان کی رات کی فضیلت میں اتنی احادیث اور آثار مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا کہ اس کو فضیلت حاصل ہے اور بعض سلف نے اس رات کو نماز کے لئے خاص کیا ہے ۔مولانا عبد الرحمن مبارکپوری ؒ نے لکھا ہے کہ نصف شعبان کی فضیلت میں متعدد احادیث وارد ہوئیں ہیں ان احادیث کا مجموعہ اس کی اصلیت پر دلالت کرتا ہے ۔اسی طرح علامہ عبید اللہ مبارک پوری ؒ نے نصف شعبان سے متعلق مختلف احادیث کو نقل اور ان کی تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ وھذہ الأحادیث کلھا تدل علی عظیم خطر لیلۃ نصف شعبان وجلالۃ شأنھا ،وقدرھا ،وأنھا لیست کاللیالی الأخر ،فلاینبغی أن یغفل عنھا ،بل یستحب احیاء ھا بالعبادۃ والدعاء والذکر والفکر ۔(مرعاۃ شرح مشکوۃ 4:/342)

بہر حال ان تمام اقوال اور دلائل کی روشنی میں اتنی بات کو واضح ہو چکی ہے کہ شب برات کی مستقل عظمت و اہمیت ہے اور اس رات میں انسانوں کے ساتھ خصوصی معاملہ کیا جاتا ہے، اللہ تعالی کی طرف سے معافی کے فیصلے ہوتے ہیں اور دیگر امور طے پاتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک رات انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا تو پریشان ہوئیں اور تلاش کرتے ہوئے مدینہ کے قبرستان جنت البقیع کی طرف نکل گئیں، وہاں دیکھا کہ آپ ﷺ موجود ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالی شعبان کی درمیانی شب میں آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور بنو کلب (ایک قبیلہ جو عرب کے تمام قبائل میں سب سے زیادہ بکریاں پالتا تھا) کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔(ترمذی: حدیث نمبر 669) حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالی کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں، ہے کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو عطا کردوں، اس وقت خدا سے جو مانگتا ہے اس کو ملتا ہے سوائے بدکار عورت اور مشرک کے۔(فضائل الأوقات للبیہقی ۱۳۱: بیروت) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ : نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شعبان کی درمیانی شب اللہ تعالی اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور سوائے کینہ پرور اور خودکشی کرنے والے کے تمام بندوں کو معاف فرماتے ہیں۔(مسند احمد: حدیث نمبر؛6463)

شب برات میں کیا کرنا چاہیے؟ شریعت مطہرہ کی اس سلسلے میں کیا تعلیم ہے؟ اور نبی پاک ﷺ نے کیا رہنمائی فرمائی ہے تو اس حوالے سے چند اہم باتیں عرض کی جاتی ہیں، جن کا اہتمام ہمارے لیے فلاح ونجات کا سبب ہوگا:

(1) اِس رات میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ ثابت نہیں، جیسا عموماً یہ سمجھا جاتا ہے، چنانچہ بعض لوگ اس رات کی خاص نماز بیان کرتے ہیں کہ اتنی رکعت پڑھی جائے، پہلی رکعت میں فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں فلاں سورت اتنی تعداد میں پڑھی جائے، خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسی کوئی نماز یا عبادت اس رات میں ثابت نہیں، بلکہ نفلی عبادت جس قدر ہو سکے اس رات میں انجام دینی چاہیئے، نفل نماز پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، ذکر کریں، تسبیح پڑھیں، دعائیں کریں، یہ ساری عبادتیں اس رات میں کی جا سکتی ہیں لیکن کوئی خاص طریقہ ثابت نہیں۔

(2) بابرکت راتوں میں جاگنے کا مطلب پوری رات جاگنا نہیں ہوتا بلکہ آسانی کے ساتھ جس قدر جاگ کر عبادت کرنا ممکن ہو عبادت کرنا چاہیے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو سوجانا چاہیے، بعض لوگ پوری رات جاگنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور اِس کو حاصل کرنے کے لئے پوری رات جاگنے کی بتکلّف کوشش کرتے ہیں، اور جب نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو آپس میں گپ شپ، ہنسی مذاق، پان گٹکا اور کھانے پینے چائے نوشی وغیرہ میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اِس میں مسجد کے آداب وتقدس کو بھی پامال کیا جاتا ہے، یاد رکھئے! اِس طرح کی فضولیات یا کسی غیر شرعی فعل میں لگ کر "نیکی برباد اور گناہ لازم" کا مصداق نہیں بننا چاہیئے۔

(3) غروبِ آفتاب ہی سے رات کی ابتداء ہوجاتی ہے لہٰذا مغرب ہی سے مبارک راتوں کی برکت کو سمیٹنے میں لگ جانا چاہیئے، عشاء کے بعد کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے، جیسا کہ عموماً دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ لوگ رات کو جاگنے کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ گیارہ بارہ بجے جب بستر پر جانے کا وقت ہوتا ہے اُس وقت بستر پر جانے کے بجائے مسجد میں جا کر عبادت کی جائے، اِس غلط فہمی کی وجہ سے رات کا ایک بڑا حصہ ضائع ہوجاتا ہے۔

(4) مبارک راتوں میں جاگنے کا مطلب صرف جاگنا نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے، چنانچہ صرف ہنسی مذاق، کھیل کود، کھانے پینے اور پینے پلانے میں جاگتے ہوئے صبح کردینا کوئی عبادت نہیں، بلکہ بعض اوقات اِن عظیم اور بابرکت راتوں میں، جھوٹ بولنے، چغلخوری کرنے، غیبت سننے جیسے بڑے اور مُہلک گناہوں کا مرتکب ہو کر انسان اور بھی بڑے عذاب کا مستحق بن جاتا ہے، اِس لئے اِنفرادی طور پر یکسوئی کے ساتھ جس قدر آسانی سے ممکن ہو عبادت کرنی چاہیئے اور ہر قسم کے ہلّے گلّے سے قطعاً بچنا چاہیئے۔

(5) ان مبارک راتوں میں اجتماعی عبادت کے بجائے انفرادی عبادت کا اہتمام کرنا چاہیئے اِس لئے کہ اِن راتوں میں اجتماعی عبادت کا نبی کریم ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں، نیز جو خلوص، یکسوئی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز انفرادی عبادت میں نصیب ہوسکتا ہے وہ اجتماعی عبادت میں کہاں......!!

مختصر یہ کہ شبِ برات گناہوں سے نجات کا پروانہ ہے لہذا ہم بدعات وخرافات سے بچتے ہوئے خوب گریہ وزاری کے ذریعہ اس رات کو بسر کریں؟ نمازیں پڑھیں، حقوق کی ادائیگی کریں، محبت و اُلفت کا مظاہرہ کریں۔ جن کے ذمے قضا نمازیں باقی ہیں وہ اس میں قضائے عمری ادا کریں، جن کے ذمے قضا نہ ہوں وہ نوافل سے اپنے اعمال کی کھیتی کو مزید سرسبز وشاداب کریں۔ غرض نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اس رات کو گزارنے کی کوشش کریں۔

مذکورہ بالا احادیث میں اس رات میں جو خصوصی معاملہ رحمت اور معافی کا ہوتا ہے اس کو ذکر کیا گیا اسی طرح یہ بھی بتادیا کہ اس عظیم رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کون کون لوگ اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے محروم رہیں گے۔ اس موقع پر ہم ایک نظر ان گناہوں پر ڈالتے ہیں جو اس عظیم رات میں بھی محرومی کا سبب بنتے ہیں مختلف احادیث میں ذکر کیئے گئے گناہوں کو یکجا کریں تو درج ذیل گناہ ہیں جن کے مرتکب افراد مغفرت اور معافی سے محروم رہتے ہیں۔ (1) اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے۔ (2) کینہ رکھنے والا۔ (3) کسی انسان کا ناحق قتل کرنے والا ۔ (4) بدکار عورت۔ (5) قطع رحمی کرنے والا۔ (6) تہبند، یا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔ (7) والدین کا نافرمان۔ (8) شراب نوشی کی عادت رکھنے والا ۔ ان تمام گناہوں کی جو مذمت قرآن وحدیث میں بیان کی گئی اس کا ایک سرسری جائزہ لیتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا اس رات میں رحمت الٰہی سے دور رہتا ہے۔ انسان کی زندگی کا سب سے بڑا گناہ شرک ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانا اور اس کی صفات میں کسی اور کو حصہ دار بنانا یہ انسان کی سب سے بڑی شقاوت اور بدبختی ہے اور ازلی محرومی کا ذریعہ ہے

۔قرآن کریم میں فرمایا گیا :اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ۔(النساء116:) بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے،اور اس سے کمتر ہر گناہ کی جس کے لئے چاہتا ہے بخشش کردیتا ہے۔اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے،وہ راہِ راست سے بہت دور جاگرتا ہے۔یعنی شرک سے کم کسی گناہ کو اللہ تعالی جب چاہے توبہ کے بغیر بھی محض اپنے فضل سے معاف کرسکتا ہے،لیکن شرک کی معافی اس کے بغیر ممکن نہیں کہ مشرک اپنے شرک سے سچی توبہ کرکے موت سے پہلے پہلے اسلام قبول کرے اور توحید پر ایمان لے آئے۔(توضیح القرآن 1/ :297) قرآن کریم میں حضرت لقمان کی نصیحتوں کو ذکر کیا گیا جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو فرماتے ہیں کہ :یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِکۡ بِاللّٰہِ ؕؔ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ ۔(لقمان ۱۳:) میرے بیٹے!اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔یقین جانو کہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی (جن میں سے ایک یہ ہے کہ) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تو قتل کردیا جائے یا جلادیا جائے۔(طبرانی: حدیث نمبر؛16613) یقیناً شرک انتہائی بدترین گناہ اور جرم ہے،آج کل ہمارے معاشرہ میں شرک کے بہت سے دروازے کھلے ہوئے ہیں،اعتقادی بگاڑ اور توحیدی انحطاط بہت پھیلا ہوا ہے۔دنوں اور مہینوں کو منحوس سمجھنا،تاریخوں اور گھڑیوں کو نامبارک تصور کرنا عام ہوگیا،غیر اللہ پر یقین اور امیدیں وابستہ کرنا بھی پایا جارہا ہے،یہ درحقیقت اللہ تعالی کی صفات اور قدرت پر ایمان نہ ہونے کی علامت ہے اور اس کے تصرفات واختیارات میں کسی اور کو شریک بنانے کے مترادف ہے۔اس لئے اس موقع پر ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہیں ہم ذات وصفات میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو تو شریک نہیں کررہے ہیں۔ہر خیر وشر،نفع ونقصان کا مالک اللہ ہے،اس کی اجازت کے بغیر دنیا میں کوئی چیز پیش نہیں آسکتی اس لئے ایمان کو مضبوط کرنا اور شرک کے تمام چور دروازوں کو بند کرنا انتہائی ضروری ہے ورنہ عملی بگاڑ اور اعتقادی کمزوری اس عظیم رات میں محرومی کا سبب نہ بن جائے۔

شبِ برأت میں رحمت الٰہی سے محروم رہنے والے افراد میں قتل ناحق کرنے والا مجرم بھی ہے۔شریعت کی نگاہ میں کسی انسان کا قتل کرنا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔اور بہت سخت انداز میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا،اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا،اور اللہ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔(النساء ۹۲:) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: کسی مسلمان کو گالی دینا گناہ کا کام ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔(بخاری: حدیث نمبر؛47) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچو!(جن میں سے ایک) کسی ایسے انسان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرمت بخشی ہے۔(بخاری: حدیث نمبر؛2573) بہت سی آیتیں اور احادیث قتل ناحق کی مذمت اور قباحت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔یقیناً یہ ایک خطرناک قسم کا گناہ اور جرم ہے۔اللہ تعالی ایسے مجرموں کو شب برأت میں معاف نہیں فرماتے جو انسانوں

کے خون کے پیاسے ہوں۔قتل کی گرم بازی آج کے ماحول میں چھائی ہوئی ہے اور لوگ انسانی جانوں کے دشمن بنے ہوئے ہیں، مال و جائیداد، عہدہ و منصب اور عشق و محبت کے نشہ میں گرفتار ہو کر ایک دوسرے کو قتل کرنا اور خون بہانا آسان ہو گیا ہے، دن دھاڑے خون ریزی اور قتل و غارت ہوش ربا واقعات آئے دن اخبارات میں پڑھنے کو ملتے ہیں۔اس سخت گناہ اور جرم سے معاشرہ کو پاک ہونا اور افراد کو بچانا ضروری ہے۔

شبِ برأت کی عظیم رات میں وہ انسان بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے جو قطع رحمی کرنے والا اور رشتوں کو توڑنے والا ہے، قرآن کریم میں قطع رحمی کرنے والوں پر لعنت بھیجی گئی اور ان لوگوں کو خسارہ اٹھانے والا شمار کیا گیا ہے۔چناں چہ ارشاد ہے کہ: وہ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد بھی توڑتے ہیں، اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے ، انہیں کاٹ ڈالتے ہیں، اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، ایسے ہی لوگ بڑا خسارہ اٹھانے والے ہیں۔(البقرۃ:27)ایک جگہ فرمایا گیا: اور جو لوگ اللہ سے کئے ہوئے عہد کو مضبوطی سے باندھنے کے بعد توڑتے ہیں، اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے، انہیں کاٹ ڈالتے ہیں، اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، ایسے لوگوں کے حصے میں لعنت آتی ہے، اور اصلی وطن میں برا انجام انہی کا ہے۔(الرعد:۲۵)نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ : رحم (یعنی حق قرابت) مشتق ہے رحمن سے (یعنی خداوند رحمن کی رحمت کی ایک شاخ ہے اور اس نسبت سے) اللہ تعالی نے اس سے فرمایا کہ جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا، اور جو تجھے توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔(بخاری: حدیث نمبر؛5556)صلہ رحمی کرنے اور رشتوں کو جوڑنے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے فوائد کو بیان کیا کہ: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کے نشانات قدم تادیر رہیں (یعنی اس کی عمر دراز ہو) تو (اہل قرابت کے ساتھ) صلہ رحمی کرے۔(بخاری: حدیث نمبر؛۱۹۳۵)آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ : رشتوں کو قطع کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔(بخاری ۵۵۵۲:)اس کے علاوہ بھی ارشادت نبوی اور آیاتِ قرآنی ہیں جو اس کی اہمیت کو بیان کرتی ہیں کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی کا معاملہ کیا جائے، اور رشتے توڑنے سے بچا جائے۔اگر آج ہم معمولی معمولی باتوں اور بہانوں کی بنیاد پر رشتے توڑیں گے اور رشتوں میں اختلاف پیدا کریں گے تو ایسے لوگ اس عظیم رات میں بخشش و معافی سے محروم رہیں گے۔اس لئے ضروری ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں اور بے بنیاد افواہوں کی وجہ سے تعلقات میں دراڑ آنے نہ دیں، ورنہ محرومی ہی محرومی ہاتھ آئے گی۔

شبِ برأت جیسی عظیم رات میں جو لوگ رحمت خدا سے محروم رہتے ہیں ان میں ایک والدین کا نافرمان بھی ہے، جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی اور ان کی اذیت کا سبب بنا وہ اس رات میں محروم رہے گا۔اللہ تعالی نے بہت اہتمام کے ساتھ ماں باپ کے حقوق بتائیں ہیں، اور قرآن میں اکثر جہاں اپنی عبادت و بندگی کا حکم دیا وہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا معاملہ کرنے کی تعلیم دی۔دراصل والدین انسان کے لئے جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں، اولاد کے لئے ان کی اطاعت و فرماں برداری دین و دنیا کی سعادت کا سبب ہے۔قرآن کریم میں تاکید و اہتمام کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کی گئی۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ : اللہ تعالیٰ کو سب کاموں میں کون سا زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : وقت پر نماز پڑھنا۔ پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ۔ (بخاری: حدیث نمبر ۴۹۸) ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! والدین کا ان کی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت یا تیری جہنم ہیں۔ (ابن ماجہ: حدیث نمبر؛3660) یعنی ان کی خدمت کر کے اور حسن سلوک کر کے جنت حاصل کی جاسکتی ہے اور اگر کوئی ان کی نافرمانی کرے گا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ : اللہ کی رضا مندی ماں باپ کی رضا مندی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے ۔(ترمذی: حدیث نمبر؛1817) نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا کہ: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔ (المستدرک: حدیث نمبر؛7324) بہرحال یہ ایک مستقل عنوان ہے، اور اس باب میں قرآن کی بہت سی آیتیں اور بے شمار احادیث مروی ہے۔ اور بہت اہتمام کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے ماں باپ کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیمات دی ہیں۔ یہ بھی ایک تلخ سچائی ہے کہ آج ہمارے معاشرہ میں والدین کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا جارہا ہے ، اور ان کے حقوق کو تلف کیا جارہا ہے۔ اولاد دن بدن ماں باپ کی نافرمان ہوتی جارہی ہے اور ان کے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ عام ہوتے جارہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے قرب قیامت رونماں ہونے والی جن نشانیوں کی پیشن گوئی فرمائی ہے ان میں یہ بھی ہے کہ: جب مرد اپنی بیوی کی فرماں برداری کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے، اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے۔۔۔ اس وقت سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنس جانے، شکلیں بگڑ جانے، آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو ، جس طرح بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ (ترمذی: حدیث نمبر؛2140) اس لئے ضروری ہے کہ والدین کے ساتھ ہمدردی اور خیرخواہی کا معاملہ کیا جائے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں کسی قسم کی کوتاہی یا لاپرواہی ہونے نہ دیں ورنہ شب برأت جیسی عظیم رات میں والدین کا نافرمان خدا کی رحمت سے محروم رہے گا۔

شب برأت میں محروم رحمت رہنے والوں میں سے ایک کینہ پرور بھی ہے جو دل میں کسی کی عداوت و دشمنی کو چھپائے رکھے، اور نفرت وغصہ کو دبائے رکھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ : جن لوگوں کے اندر تین بیماریاں نہ ہوں، ان میں سے جسے چاہتے ہیں اللہ معاف فرمادیتے ہیں : (جن میں سے ایک) اپنے مسلمان بھائی سے بغض اور کینہ دل میں نہ رکھتا ہو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: چغل خوری اور کینہ دوزخ میں لے جانے والی ہیں اور یہ کہ مسلمان کے دل میں یہ دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ (جہنم میں لے جانے والے اعمال ۵۹۹:) کینہ ایک سخت قسم کا گناہ ہے جو ایک طرف انسان کو دل ہی دل میں جلاتا اور تڑپاتا ہے اور دوسری طرف اس کی نیکیوں اور اجر وثواب کو ضائع کرتا ہے۔ اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ آج ہمارے دلوں میں بغض وحسد اور کینہ کی بھرمار ہے، ہم کسی کی ترقی اور شہرت، بلندی اور عزت کو دیکھ نہیں سکتے اور نفرت کی آگ میں جلنے لگتے ہیں۔ نتیجہ صرف کینہ پرور کی تباہی کا ہی ہے اور حاسد کی بربادی کا ہے باقی جس کے مقدر

میں جو اللہ تعالی نے لکھ دیا ہے وہ اس کو پا کر اور حاصل کر کے رہے گا۔

شب برأت میں مغفرت الٰہی سے محروم رہنے والوں میں ایک شراب نوشی کرنے والا بھی ہے۔شراب تمام برائیوں کی جڑ اور گناہوں کی بنیاد ہے۔شراب نوشی دینی اور دنیوی، روحانی اور جسمانی ہر اعتبار سے نقصان دہ ہے۔قرآن کریم میں شراب نوشی کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے اور اس سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔(المائدۃ ۹۰ :) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شراب سے بچو، بلاشبہ شراب برائیوں کی جڑ ہے، جس نے اس سے پرہیز نہ کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، اور خدا و رسول کی نافرمانی کے ذریعہ عذاب کا مستحق ہو گیا۔(مصنف عبدالرزاق: حدیث نمبر؛) آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص دنیا میں شراب نوشی کرے گا اور اسی حالت میں بغیر توبہ کے مرے گا وہ آخرت میں شراب طہور نہ پی سکے گا۔(ترمذی: حدیث نمبر؛1780) اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا : نشہ میں مست شخص جب تک نشہ میں رہے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی نیکیاں اوپر پہنچتی ہیں۔(ترمذی: حدیث نمبر؛) الغرض شراب ہر اعتبار سے خرابیوں اور نقصانات کا مجموعہ ہے، دین دنیا سب کچھ اس سے تباہ ہوتے ہیں۔اور شراب ہی کے نتیجہ میں معاشرہ بدنام ہوتا ہے اور شرابی سارے معاشرہ کے لئے ذلت و رسوائی کا ذریعہ ہوتا ہے۔علاوہ ازیں شراب جسمانی لحاظ سے بھی حد سے زیادہ تباہ کن اور ہلاکت خیز ہے۔شراب کی لعنت سے بچنا اور معاشرہ بالخصوص نوجوانوں کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔آج نشہ کی مختلف چیزیں آگئی ہیں اور نوجوان نشہ کے دلدادہ بن گئے ان کی نشہ بازی کی عادت یقیناً بربادی کا پیش خیمہ ہے، اس لیے اس ام الخبائث سے بچنا ازبس ضروری ہے اور پھر دوسری طرف معافی کی عظیم رات شب برأت میں شرابی رحمت الٰہی سے بھی محروم رہتا ہے۔

شب برأت میں رحمت الٰہی سے محروم رہنے والوں میں ایک بدکار عورت بھی ہے۔جس نے اپنی عفت وعصمت کا سودا کیا ہوگا اور چادرِ عزت کو تار تار کیا ہوگا۔زناکاری اور فحش بازاری کے ذریعہ برائی میں مبتلا رہی ہو۔نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے عصمت وعفت کی حفاظت پر بیعت لی تھی۔چناں چہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے: اور نہ وہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ افتراء باندھیں گی۔(الممتحنہ ۱۲:) جہاں مردوں کو حفاظت نظر وغیرہ کا حکم دیا گیا وہیں عورتوں کو بھی تعلیم دی گئی کہ: ایمان والیوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔(النور ۳۱:) قرآن وحدیث میں عورتوں کو اس سلسلہ میں بہت سی تعلیمات دی گئیں ہیں کہ وہ کس طرح اپنے آپ کو شرم وحیا اور حفاظت کے ساتھ رکھیں اور کیسے اپنی نسوانیت کی حفاظت کریں۔ان تعلیمات پر عمل آوری کی صورت ہی میں عورتیں بدکاری اور گنہ گاری سے محفوظ رہ سکتیں ہیں ورنہ آج کے حیاسوز ماحول اور خودغرض دنیا نے عورت کی تمام تر عفت وعصمت کو نیلام کر دیا اور سامان عیش بنا کر رکھ دیا ہے۔جس کے نتیجہ میں جہاں ماحول ومعاشرہ پراگندہ ہو گیا وہیں عورت اپنی حیثیت اور عظمت بھی کھو بیٹھی۔اب وہ عیش پرستوں کے ہاتھوں کا کھلونا بنی ہوئی ہیں۔اس لئے پاکی اور پاکدامنی کی قرآنی تعلیمات پر عمل ہی انہیں قعر مذمت سے نکال سکتا ہے اور عظمت رفتہ بحال کر سکتا ہے، ورنہ اتنی عظیم رات میں وہ محروم رحمت رہے گی۔

شب برأت میں رحمت الٰہی سے محروم رہنے والوں میں ایک تہبند یا پائجامہ کو ٹخنوں سے نیچے پہننے والا بھی ہے ۔اللہ ایسے بندے کو بھی معاف نہیں کرتا جو اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ۔اس سلسلہ میں سخت وعیدیں بھی احادیث میں آئی ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹخنوں کا جو حصہ تہبند کے نیچے رہے گا وہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔(بخاری: حدیث نمبر؛5367)ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات نہیں فرمائیں گے، جن میں اسے ایک اپنی شلوار تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔(ابوداؤد: حدیث نمبر؛3567)تہبند کا ٹخنوں سے اونچا ضروری ہے لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نماز میں تک اس طرف دھیان نہیں دیتے اور جرم عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں، اس لئے اس کا اہتمام ضروری ہے کہ نماز اور عام حالات میں شلوار وغیرہ اونچا پہننے کے عادی ہوں ۔ورنہ شب برأت ان بدنصیبوں کے لئے بھی محرومی ہی کا سبب ہوتی ہے۔

شب برات میں جو لوگ اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتے ہیں، ان کا ہم نے مختصر تذکرہ کیا، ورنہ تو ان میں ہر ایک گناہ مستقل موضوع ہے اور تفصیل طلب عنوان ہے ۔۔۔عام طور پر ہم شب برات کا اہتمام کر لیتے ہیں اور وقتی طور پر بیانات اور خطابات بھی سن لیتے ہیں لیکن عملی طور پر جن چیزوں کا جائزہ لینا چاہیے اور کمیوں وکوتاہیوں کی تلافی کرنا چاہیے اس کی جانب بہت کم توجہ دیتے ہیں ۔دراصل یہ بابرکت راتیں اور معافی وبخشش کے مواقع ہمیں محاسبۂ اعمال کی دعوت دیتے ہیں، ان میں اصل چیز یہی ہے کہ بداعمالیوں سے توبہ کی جائے اور رحمت پرودگار سے دامن کو بھرا جائے ۔لیکن ہمارا معاشرہ شب برات کے موقع پر مختلف قسم کی بدعات وخرافات میں پھنسا ہوا ہے اور حقیقی پیغام ہی نگاہوں سے اوجھل ہے اسی کا نتیجہ ہے سالہاسال سے جن گناہوں کے عادی تھے اسی میں زندگی بسر ہو رہی ہے ۔لہٰذا اس رات کو اپنے لئے غنیمت جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کے حق دار بنیں اور لایعنی وخرافات سے احتراز کریں۔

موضوع سے متعلق بعض آیات وروایات

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرة:186)

ترجمہ: اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، پھر چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ (غافر:60)

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

عَنْ علی قال، قال رسول اللہ ﷺ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا فَإِنَّ اللہ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ؟ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ؟ أَلَا كَذَا؟ أَلَا كَذَا؟ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ. (ابن ماجه، السنن، 1: 444، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، رقم: 1388)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو تم اس کی رات کو قیام کیا کرو اور اس کے دن روزہ رکھا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ اس رات اپنے حسبِ حال غروب آفتاب کے وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے: کیا کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا نہیں ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کوئی رزق طلب کرنے والا نہیں ہے کہ میں اسے رزق دوں؟ کوئی بیماری میں مبتلا تو نہیں ہے کہ میں اسے عافیت دوں؟ کیا کوئی ایسا نہیں؟ کیا کوئی ویسا نہیں؟ یہاں تک کہ طلوعِ فجر ہو جاتی ہے۔''

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلُ اللهُ ﷺ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ اَنَّ يَّحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلَهُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِاَ كْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رات کو (سوتے سوتے میری آنکھ کھلی تو حضور اقدس ﷺ کو گھر میں نہ پایا۔ (آپ کو تلاش کرنے کے لیے نکلی تو) آپ بقیع یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان میں ملے، آپ نے فرمایا کہ تجھے اس بات کا خطرہ گزرا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تجھ پر ظلم کریں گے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ تیری باری کی رات ہوتے ہوئے کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ میں نے عرض کیا ہاں مجھے تو یہی خیال گزرا کہ آپ اپنی کسی دوسری اہلیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا (میں کسی کے پاس نہیں گیا یہاں بقیع آیا ہوں، یہ دعا کرنے کی رات ہے کیوں کہ) بے شک اللہ جل جلالہ ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کی رات کو قریب والے آسمان کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۵ بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: يَطَّلِعُ

اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا لِاثْنَيْنِ : مُشَاحِنٍ وَقَاتِلِ نَفْسٍ. (احمد بن حنبل، المسند، رقم 63533 :)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ماہِ شعبان کی نصف شب (یعنی پندرہویں رات) کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پس وہ اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے سوائے دو لوگوں کے : سخت کینہ رکھنے والا اور قاتل۔

قَالَ رسول الله ﷺ: إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَإِذَا مُنَادٍ : هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ؟ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدٌ إِلَّا أُعْطِيَ إِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا أَوْ مُشْرِكٌ. (بیہقی، شعب الإیمان، 3: 383، رقم 3836 :)

ترجمہ : حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو منادی ندا دیتا ہے : کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ پس زانیہ اور مشرک کے سوا ہر سوال کرنے والے کو عطا کر دیا جاتا ہے۔‘‘

عربی خطبہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا.

اَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كَلَامُ اللهِ ، وَأَوْثَقَ الْعُرىٰ كَلِمَةُ التَّقْوىٰ ، وَخَيْرَ الْمِلَلِ مِلَّةُ إِبْرَاهِيمَ ، وَأَحْسَنَ الْقَصَصِ هٰذَا الْقُرْآنُ، وَأَحْسَنَ السُّنَنِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَشْرَفَ الْحَدِيْثِ ذِكْرُ اللهِ، وَخَيْرَ الْأُمُوْرِ عَزَائِمُهَا، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَشْرَفَ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ، وَأَضَرَّ الضَّلَالَةِ الضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدىٰ، وَخَيْرَ الْعِلْمِ مَا نَفَعَ ، وَخَيْرَ الْهُدىٰ مَا اتُّبِعَ ، وَشَرَّ الْعَمىٰ عَمَى الْقَلْبِ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلىٰ.

أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ :قَدِ اهتمَ دِينُنَا الحَنِيفُ بِالمَساجِدِ أعظمَ اهتمامٍ، يَقُولُ اللهُ عز وجل فِي شَأنِها :فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ) النور 36 :-37)

وَقَال:إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللهَ فَعَسَى أُولَئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ) [التوبة 18 :)

عِبَادَاللهِ :إِنَّ المَسجِدَ مَركزُ علمٍ ودَعوةٍلا يَقِفُ دَوْرُه عِندَ الوَعظِ والفَتوى والحلِ والحُرمةِ -مَع شَرفِ هذَا-وإنما كَانَ لَه دورٌ كَبير أيضًا في تَصحِيح الأَخطاءِ ,ومُعالجةِ التصرفاتِ الخاطئةِ , وتَعليمِ النَاسِ الصَوابَ ,وإرشادِ المجتمعِ إلى السبيلِ الأمثلِ والطريقِ الأقومِ.فعَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَقُومُوا بِوَاجِبِهِمْ تُجَاهَ الْمَسْجِدِ,وَيُعِيدُوا لَهُ دَوْرَهُ فِي التَّرْبِيَةِ الإِسْلاَمِيَّةِ وَالأُخُوَّةِ الإِيمَانِيَّةِ , وَأَثَرَهُ الْقِيَادِيَّ فِي تَوْجِيهِ الدَّوْلَةِ وَالْمُجْتَمَعِ ,نَحْوَ الْوَحْدَةِ وَالأُلْفَةِ وَالْقُوَّةِ وَالنُّبُوغِ الْعِلْمِيِّ وَالتَّقَدُّمِ الْحَضَارِيِّ.

أَقُولُ قَولِي هَذَا وأَستَغفِرُ اللهَ العَظِيمَ لِي ولَكُمْ ولسَائِرِ المُسلِمينَ من كُلِ ذَنب فاستَغفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.